۶- عدد ۶۸ - معرفت اصطرلاب - مصنف نوراللہ بن محمد حسین شوشتری
نسخہھا ۱ : ۳۲۵ میں اس رسالے کا مصنف خواجہ نصیرالدین طوسی درج ہوا ہے -
۷- عدد ۸۵ و ۸۶ - رسالہ معینہ - مصنف نا معلوم
خواجہ طوسی مصنف ہیں (نسخہھا ۱ : ۵۱ - ۳۵۲)
۸- عدد ۸۷ - رسالہ ہفتاد باب در عمل ربع مقنطر - مصنف نا معلوم
بظاہر یہ تحفہ حاتمی تالیف بہاء الدین عاملی ہے (نسخہھا ۱ : ۲۵۰)
۹- عدد ۱۲۷ - لوامح القمر - مصنف نا معلوم
یہ حسین بن علی کاشفی کی تالیف ہے جیسا کہ آغاز کی عبارت سے ظاہر ہے (نیز ملاحظہ ہو نسخہھا ۱ : ۳۴۴)
۱۰- عدد ۱۳۱ - معائنہ نجوم - مصنف نا معلوم
یہ قوشچی کا رسالہ ہیئت ہے جس کا ذکر مقالہ نگار نے عدد ۳۷ کے ذیل میں بھی کیا ہے -
۱۱- عدد ۱۳۳ - مفتاح الرصد - مصنف ابوالقاسم غلام حسین . . . جونپوری تیرھویں صدی ہجری کے اواسط کے ایک فاضل»۔
لیکن تاریخ کتابت مخطوطہ کے آگے یہ جملہ «۱۱۳۹ سال تکمیل ہے - نسخہ مؤلف معلوم ہوتا ہے» - اس سے متناقض ہے کہ مؤلف تیرھویں صدی کے اواسط کے فاضل تھے -
مقالہ نگار نے مفتاح الرصد کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نسخہ نادر روزگار اور نہایت ہی قابل قدر ہے -
حالانکہ یہ کتاب ۱۲۵۰ھ میں جونپور سے اور ۱۸۳۵ء میں کلکتہ سے شائع ہو چکی ہے - (فہرست کتابہای چاپی فارسی، تالیف خانبابا مشار : ۱۴۸۸) -
محترم مقالہ نگار نے اپنے مقالہ کے مآخذ کے بارے میں صفحہ ۴۷ پر یہ نوٹ تحریر کیا ہے :
«اس جائزے کی تدوین میں مندرجہ ذیل فہارس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے»۔
مقالہ کی ترتیب و تدوین اور وضع و قطع بتا رہی ہے کہ مذکورہ نوٹ میں لفظ «بھی» زائد ہے -

معذرت کے ساتھ
عارف نوشاہی
مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
A - ۶۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء

بخدمت جناب ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مجلہ تحقیق - لاہور

مشفق خواجہ*

بیاض ثاقب

قسط (۳)

بیاض : ۳

۸۰ اوراق پر مشتمل یہ بیاض $15\frac{1}{2} \times 9$ س م سائز کی ہے - کاغذ دبیز چکنا اور لکیر دار ہے - ہر صفحے پر لکیریں کھینچی ہوئی ہیں - تحریری مواد کی سطور غیر معین ہیں - کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ سولہ سطور فی صفحہ ہیں - بعض مقامات سے اوراق کی شیرازہ بندی ختم ہو چکی ہے - متعدد مقامات سے اوراق ضائع ہو گئے ہیں یا پھاڑ کر الگ کر لیے گئے ہیں - جو اوراق پھاڑے گئے ہیں، ان میں بعض کا کچھ حصہ پشتے کی طرف اب بھی باقی ہے - چودہ صفحات سادہ ہیں (ص ۴-۲۲-۴۰-۴۲-۴۶-۵۰-۶۴-۷۲-۸۲-۹۸-۱۵۱ تا ۱۵۴) - آخری دو اوراق (ص ۱۵۷ تا ۱۶۰) کسی اور بیاض کے ہیں جن کا سائز $11\frac{1}{2} \times 7\frac{3}{4}$ س م ہے - ان کا رنگ نیلا ہے -

بیاض کے شروع میں جلد کے اندر کی طرف جو کاغذ چسپاں ہے اس پر یہ مصرع لکھا ہے :

گھر میں اک بھیڑ لگی ہے مگر آباد نہیں

ص ۱ پر یہ مثل لکھی ہے :

ایک ڈاڑھی مان منوہر ایک ڈاڑھی ٹھڈو\
ایک ڈاڑھی خلق فضیحت ایک ڈاڑھی بھبھو

اس کے بعد دو غزلوں کے اشعار کے ابتدائی الفاظ پنسل سے بطور یاداشت لکھے ہیں - ص ۲ پر بھی ایک ایسی ہی یاداشت درج ہے ص ۱۵۵ پر بنارس کے سری مہاراج راماجٔ سرستی کا پتا لکھا ہے - ص ۱۵۶ ذیل کی عبارت لکھ کر قلم زد کی گئی ہے :

"۳۰ اگست ۱۹۴۱ء - آج حسن اتفاق سے یہ پہلا موقع ہے کہ مجھ ناچیز کو بعد مدت مدیر لکھنؤ کے ریڈیو اسٹیشن میں غزل سرائی کی دعوت دی گئی"

---

*۳ ڈی ۲۶/۹ ناظم آباد کراچی، ۱۸

اس کے نیچے گھر کے لیے دودھ کی خریداری کا حساب لکھا ہے ۔ مندرجات کی تفصیل یہ ہے :

۱ - ص ۳ غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے مجروح تیغ آفت کا
میں ہوں مارا ہوا محبت کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۲

۲ ۔ ص ۵ غیر مطبوعہ غزل :

دل کی چھوٹی سی اک کہانی ہے
آپ سن لیں تو مہربانی ہے

اس کے لیے رک : حاشیہ ۸

۳ - ص ۱۰ - ۷ غیر مطبوعہ غزل

کس سے کہیں روگ اپنے جی کا
ہمدرد نہیں کوئی کسی کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۹

۴ - ص ۱۲ - ۱۱ غیر مطبوعہ غزل :

جلوۂ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

اس کے لیے رک : حاشیہ ۱

۵ ص ۱۴-۱۳ - غزل :

قیامت تو کی تم نے دو گام چل کر
ہمیں رہ گئے اپنی کروٹ بدل کر

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۰ پر ہے اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں گیارہ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

پھر اک بار ہم سے بگڑنا مچل کر اسی ناز سے اپنی تیوری بدل کر
خطرناک ہے غیر ہموار منزل کہا تھا بھیڑ میں چلنا سنبھل کر
کہیں یوں سنورتی ہیں زلفیں صنم کی دلوں میں جو ہیں گتھیاں ان کو حل کر
ستم گر کی سفا کیاں چاہتی ہیں صفائی ہو آپس میں تلوار چل کر
بہار اپنی سودائیوں کو دکھائیں شجر اندراین کے پھول اور پھل کر
جگہ ہے تیرے دل میں او کج طبیعت کہاں جائیں بل گیسوؤں سے نکل کر

[مصرعہ اول میں ''اے'' لکھا تھا اسے قلم زد کر کے ''او'' لکھا گیا]

جدا گوشت سے ہو بھی سکتا ہے ناخن سمجھ بوجھ کر اس معمے کو حل کر

خسود اپنی ہوس پیشگی کی بدولت　نگوں بخت تو رہ گیا ہاتھ مل کر
دکھاتا ہوں رنگ فریب محبت　جگر کا لہو اپنے چہرے پہ مل کر
مثل ہے کہ دیوار ہم گوش دارد　چڑھی بات کوٹھوں دہن سے نکل کر
گلستان اردو زبان حیف ثاقب　بنا خامہ زار اپنی ہیئت بدل کر

بیاض میں اس غزل کے ساتھ لفظ ''مستزد'' لکھا ہے۔ یہ غزل بیاض ۲، ۳، ۵ میں متعدد مقامات پر ہے تفصیل کے لیے رک: بیاض : ۲ (اندراج : ۳۱)

۶- ص ۱۶ - ۱۵ - غزل :

قیامت تو کی تم نے دو گام چل کر
ہمیں رہ گئے اپنی کروٹ بدل کر

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں صفحہ ۹۰ پر ہے۔ اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں۔ اوپر اندراج : ۵ کے تحت جو غیر مطبوعہ اشعار درج کیے گئے ہیں، وہ زیر نظر متن میں بھی ہیں۔ ان دونوں متون میں دو جگہ اختلافات ملتے ہیں مذکورہ متن کے شعر ۴ کا مصرع اول

ستم گر کی سفاکیاں چاہتی ہیں

زیر نظر متن میں اس طرح ہے : جفا کار کی خود سری چاہتی ہے۔

پانچویں شعر کے مصرعہ اول میں، زیر نظر متن میں ''صحرائیوں'' کی بجائے ''سودائیوں'' ہے۔ دیگر تفصیلات کے لیے رک: بیاض ۲ (اندراج ۳۱)

۷- ص ۱۸ - ۱۷ - غزل

دل کے قصے کہاں نہیں ہوتے
ہاں وہ سب سے بیاں نہیں ہوتے

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۲۷ پر ہے۔ اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں۔ دیوان کے شعر ۳ کا مصرعہ اول : جو ہے خوش دل ہے ایک میرے سوا

بیاض میں اس طرح ہے : ایک میرے سوا سبھی خوش ہیں

بیاض میں مندرجہ ذیل پانچ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

بے کسی کا جہاں ہے راج وہاں　حاجب و پاسباں نہیں ہوتے
[یہ شعر قلم زد کیا گیا ہے]

غم کے آنسو ہیں قدر کے قابل　یہ گہر رائیگاں نہیں ہوتے

ق

مطربان سخن کے دلدادہ　شعر کے قدرداں نہیں ہوتے
بزم بے کیف رہتی ہے جس میں　شاعر نغمہ خواں نہیں ہوتے

میرے حال تباہ پر ثاقب
دوست بھی مہرباں نہیں ہوتے

یہ غزل بیاض : ۵ (اندراج ۳۸) میں بھی ہے -

۸- ص ۲۱ - ۱۹ غیر مطبوعہ غزل

حسن ہے باعث حجاب ترا
ورنہ چہرہ ہے بے نقاب ترا

اس غزل کے لیے رک : حاشیہ ۱۰

۹- ۳۰ - ۲۳ غیر مطبوعہ نظم "ہمت"

اس کے لیے رک : حاشیہ ٦

۱۰- ۳۲ - ۳۰ : غیر مطبوعہ غزل :

سنو آنکھوں سے اور دیکھو زباں سے
اگر اٹھ جائے پردہ درمیاں سے

اس کے لیے رک : خاشیہ ۷

۱۱- ص ۳۴ - ۳۳ - غیر مطبوعہ غزل :

بہار حسن ہر محفل کہاں ہے — مرا رنگیں طبیعت دل کہاں ہے
یہ قصہ عرض کے قابل کہاں ہے — نہ پوچھو میں کہاں ہوں دل کہاں ہے

[مصرع اول میں "کھڑا" لکھا تھا، اسے قلم زد کر کے ,,قصہ" لکھا گیا]

جوانی کی امنگوں کے گئے دن — وہ لطف زیست اب حاصل کہاں ہے

[مصرع اول، پہلے اس صورت میں تھا : جوانی کی امنگیں وائے بر حال]

جو مظلوموں؟ کی آہوں سے نہ پگھلا — اسے پتھر سمجھیے دل کہاں ہے
بناتے پیر سے خانہ مگر شیخ — ہر ب کعبہ اس قابل کہاں ہے
حرم کیا ہو دل عارف کا ہمسر — وہ حسن دوست کی منزل کہاں ہے
نشاط روح جن کے زمزمے تھے — نواسنجوں کی وہ محفل کہاں ہے
نظر آئے جو تو ہمت سے لے کام — کہ بحر عشق کا ساحل کہاں ہے
خدنگ ناز کا کوئی تیرے صید — مرے دل کی طرح بسمل کہاں ہے
سمجھتا ہے جنون عشق کا حکم — دل دیوانہ لا یعقل کہاں ہے
بہت ڈھونڈا کہیں ملتا نہیں کھوج — خدا جانے مقام دل کہاں ہے
نہ کھولا عقدۂ خاطر کسی نے — جو آساں ہو یہ وہ مشکل کہاں ہے
یہ اردو ہند کی ہے مایۂ ناز — مگر وہ فتنہ جو قائل کہاں ہے

ق

[پہلے یہ شعر اس صورت میں تھا :

زبان اردو کی شیریں ہے مسلم — مگر وہ منحرف قائل کہاں ہے]

طبیعت کیا صلاح کار پر آئے — رواداری پہ دل مائل کہاں ہے

[مصرع ثانی پہلے اس صورت میں تھا ۔ مذاق عاشقی کامل کہاں ہے]

سر ایذا دہی سے نیش عقرب بقصد کیں نہ ہو غافل کہاں ہے
گوارا تلخ کامی ہو تو کیوں کر مذاق عشق ابھی کامل کہاں ہے

[مصرع ثانی پہلے اس صورت میں تھا : مذاق عاشقی کامل کہاں ہے]

میں اپنے دل کا ہوں مقتول ثاقب بتاؤں کیا مرا قاتل کہاں ہے

۱۲- ص ۳۷ - ۳۵ - غیر مطبوعہ غزل

غنی ہے دل تو شکوہ سکندری کیا ہے تجھے خبر نہیں شان تونگری کیا ہے
کوئی ہے برسر گردوں کوئی ہے برسر خاک گدا و شاہ میں باہم برابری کیا ہے

[مصرع اول، پہلے اس صورت میں تھا : کوئی ہے اوج فلک پر کوئی ہے شملے پر]

مآل دونوں کا جب مر کے خاک ہونا ہے تو پھر فقیر یہ منعم کو برتری کیا ہے

[یہ شعر پہلے اس صورت میں تھا :
سوائے اس کے کہ ہاتھوں کا ہے نشیب و فراز کسی فقیر............]

غرور و ناز نہیں مشت خاک کو زیبا بجز فتور دماغی یہ خود سری کیا ہے

[مصرع ثانی، پہلے اس صورت میں تھا: ترا فتور دماغی ہے خود سری کیا ہے]

ذرا سی دیر میں سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں
عروج و دولت و اقبال قیصری کیا ہے

ستائی جاتی ہیں کمزور ہستیاں دن رات
یہ مشق جور یہ بیداد گستری کیا ہے

ہزاروں کھیتیاں پامال ظلم ہوتی ہیں
مرے کریم یہ آئین داوری کیا ہے

خدائے حسن معانی ہیں جوہری کلام
یہی نہیں تو کمال سخنوری کیا ہے

میں کس طرح تجھے اے ہم صفیر سمجھاؤں
یہ واردات کہ ایذائے بے پری کیا ہے

خفا نہ ہو تو میں دونوں کا فرق بتلا دوں
کہ دلنوازیاں کیا ہیں ستم گری کیا ہے

پہیلی ایک بجھاتا ہوں آپ فرمائیں
جو بند رہتی ہے شیشے میں وہ پری کیا ہے

اتر کے پھر نہیں چڑھتی ہے آب موتی کی
سمجھ کہ قیمت پاکیزہ گوہری کیا ہے

[مصرع ثانی میں پہلے ''قیمت'' کی جگہ ''حرمت'' لکھا تھا]

وہ باخبر ترے رازِ نہاں سے ہے ورنہ   پیامبر کا کہاں پیغمبری کیا ہے

[مصرعہ ثانی پہلے اس صورت میں تھا : پیامبر کو غرور پیمبری کیا ہے]

اگر ہے آفت گرداب غم کا اندیشہ   تو بحر عشق میں لطف شناوری کیا ہے

سمجھ سکا نہ زمانے میں آج تک کوئی   بدی نصیب کی طالع کی یاوری کیا ہے

[مضرع اول ، پہلے اس صورت ہیں تھا : سمجھ سکا نہ زمانے میں کوئی خوش تدبیر]

دیا جہاں نے یہ جھوٹی نمایشوں کو فروغ
کہ شیشہ گر کہیے، دکان جوہری کیا ہے

نہ ہوں عروج اراذل سے اہل فضل ملول
فلک کا شیوہ بجز سفلہ پروری کیا ہے

[پہلے یہ شعر اس صورت میں تھا :
دنی ہے چڑھتا (؟) ہے ، اہل فضل کی تحقیر
فلک کا خاصہ بجز.........................]

میں دور چشم فسوں گر کو دیکھ کر سمجھا
ادائے عشوہ و انداز دلبری کیا ہے

کہاں حسن صفا دل کا دیکھیے ثاقب
جمال حور ہے کیا صورت پری کیا ہے

۱۳ - ص - ۳۸ - اس صفحے پر بطور یاداشت دو غزلوں کے اشعار کے ابتدائی الفاظ لکھے ہیں -

۱۴ - ص ۳۹ - غزل :

ملتا جو کوئی ٹکڑا اس چرخ زبر جد میں
پیوند لگا دیتا میں لفس مجرد میں

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۱۱ پر ہے اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - ایک مصرعے میں لفظی اختلاف ہے -

دیوان : گو خاک کا پتلا ہوں لیکن کوئی کیا سمجھے
بیاض : ....لیکن کوئی کیا جانے

یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۳) بیاض : ۴ (اندراج : ۲۰) اور بیاض : ۵ (اندراج : ۳۶) میں بھی ہے

۱۵- ص ۴۱ - غزل :

کہاں تک جفا حسن والوں کی سہتے

جوانی جو رہتی تو پھر ہم نہ رہتے

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۶۸ پر ہے - بیاض میں سات شعر ہیں - دیوان کے تین شعر (شمار: ۲، ۴، ۵) بیاض میں نہیں - یہ غزل بیاض: ۲ (اندراج: ۱۰) میں بھی ہے -

۱۶ - ص ۴۳ - غزل:

دل کو تاکید وفا ہے کہ فنا ہو جانا
درد کو حکم قضا ہے کہ دوا ہو جانا

۲۷ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۵ - ۳ پر ہے - بیاض میں ۱۹ شعر ہیں - دیوان کے آٹھ شعر (شمار: ۳، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۳، ۲۶) بیاض میں نہیں ہیں - دیوان کے شعر ۲۰ کا مصرع ثانی ہے: مجھے معلوم ہے شعلے کا ہوا ہو جانا -

بیاض میں "مجھے" کی جگہ "مجھ کو" ہے - دیوان کے غلط نامے میں بیاض کے مطابق تصحیح کی گئی ہے -

۱۷- ص ۴۹ - ۴۷ - غزل:

محبت ہو گئی تھی عشق کو اتنی مرے دل سے
کہ نکلا قاتل و مقتول میں کچھ فرق مشکل سے

بیاض میں سترہ شعر ہیں، اور یہ سب دیوان میں ہیں - دیوان میں اس زمین میں تین غزلیں (ص۲۷ - ۱۶۹) ہیں - ان میں سے پہلی غزل کے نو (شمار: ۱، ۳، تا ۶، ۸، ۱۰، ۱۴، ۱۵) دوسری غزل کے چھے (شمار: ۱، ۵، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۳) اور تیسری غزل کے دو شعر (شمار: ۴، ۱۱) بیاض میں ہیں - بیاض: ۴ (اندراج: ۵) میں اس زمین میں تین غزلیں ہیں -

۱۸- ص ۵۲ - ۵۱ - غزل:

چمن کا ذکر کیا اب تو خدا کو یاد کرتے ہیں
خوشی صیاد کو ہوتی ہے جب فریاد کرتے ہیں

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان ص ۱۱۳ پر ہے - ان میں سے دس شعر بیاض میں ہیں - دیوان کا تیسرا شعر بیاض میں نہیں ہے -

۱۹ - ص ۵۴ - ۵۷ - غزل:

روشن چراغ تھے نہ ستاروں میں نور تھا
فرقت میں آہ دل کا اثر دور دور تھا

اکیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۳ - ۲ و ۱۷ پر ہے - بیاض میں

گیارہ شعر ہیں ، اور یہ سب دیوان میں ہیں - (شمار : ۱ ، ۲ ، ۴ تا ۶ ، ۸ ، ۱۰ تا ۱۲ ، ۱۷ ، ۱۸) یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۱) اور بیاض : ۵ (اندراج : ۴۴) میں بھی ہے -

۲۰- ص ۵۷ - ۵۵ - غزل :

دیکھتا حسن کا عالم جو نہ حیران ہوتا
خیر یوں بھی سہی دل تو نہ پریشان ہوتا

اٹھارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۳ - ۱۲ پر ہے - بیاض میں سترہ شعر ہیں - ان میں سے سولہ دیوان میں ہیں - دیوان کے دو شعر (شمار : ۱۲ ، ۱۷) بیاض میں نہیں - بیاض میں ایک شعر غیر مطبوعہ ہے -

اصل کھل ہی گئی واعظ کی عیاں راچہ بیاں
آدمیت سے گزرتا نہ جو انسان ہوتا

یہ غزل زیر نظر بیاض میں اندراج : ۳۷ کے تحت بھی ہے -

۲۱ - ص ۲۰ - ۵۹ - غزل :

دیار دل میں کہیں دوست کا پتہ نہ ملا
وہ بد نصیب ہوں کعبے میں بھی خدا نہ ملا

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۴ پر ہے - یہ سب شعر بیاض میں بھی ہیں - یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۴۴) میں بھی ہے

۲۲ - ص ۶۳ - ۶۱ - غزل :

آئینۂ عبرت مرا دل بھی ہے جگر بھی
اک درد کی تصویر ادھر بھی ہے ادھر بھی

اس زمین میں دو غزلیں ہیں جو ص ۹۴ - ۱۴۷ پر ہیں اور ۳۳ شعروں پر مشتمل ہیں - بیاض میں انیس شعر ہیں اور یہ سب دیوان میں ہیں - دیوان کی پہلی غزل کے پانچ شعر (شمار : ۲ ، ۶ ، ۸ ، ۱۲ ، ۱۷) اور دوسری کے نو (شمار : ۳ ، ۶ ، ۷ ، ۹ تا ۱۴) بیاض میں نہیں ہیں - یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۳۹) اور بیاض : ۵ (اندراج ۳۴) میں بھی ہے -

۲۳ - ص ۶۷ - ۶۵ - غزل :

محبت وہ ہے جس کو نشتروں کا کام آتا ہے
لہو دیتی ہے دل کی رگ جو تیرا نام آتا ہے

اٹھارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۵۰ ص ۴۹ ۱ پر ہے- بیاض میں پندرہ شعر ہیں ، اور یہ سب دیوان میں ہیں - دیوان کے تین شعر (شمار : ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۴) بیاض میں نہیں ہیں - اوپر جو مطلع درج ہوا ہے ، اس کا مصرع اول دیوان میں

اس صورت میں ہے : وہی الفت ہے جس کو........
یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۱۱) میں بھی موجود ہے -
۲۴- ص ۶۸ - ۶۷ - غزل :

تیغ کے ہمراہ میرا دل کف قاتل میں ہے
موت ہے آسان لیکن جان کس مشکل میں ہے

اکیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۵۲ - ۱۵۱ پر ہے - بیاض میں تیرہ شعر ہیں ، ان میں سے بارہ دیوان میں موجود ہیں - دیوان کے نو شعر (شمار : ۲ ، ۴ ، ۵ ، ۸ ، ۱۱ ، ۱۵ ، ۱۷ ، ۱۹) بیاض میں نہیں - بیاض میں ذیل کا ایک شعر غیر مطبوعہ ہے :

عذر خواہ ظلم ہے کس حسن سے ہنگام قتل
وہ تواضع کی ادا جو خنجر قاتل میں ہے

مصرع ثانی ، پہلے اس صورت میں تھا : سر جھکانے کی ادا......
یہ غزل زیر نظر بیاض میں اندراج : ۲۷ کے تحت بھی ہے -
۲۵ - ص ۷۰ - ۶۹ - غزل :

گل بہت نازاں عروج بخت پر صیاد تھا
بات اتنی تھی کہ میں تھا قید وہ آزاد تھا

دیوان میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں (ص ۲۴ - ۲۲) جن میں مجموعی طور پر تیس شعر ہیں - بیاض میں گیارہ شعر ہیں جو دیوان کی دونوں غزلوں میں منقسم ہیں - پہلی غزل میں پانچ (شمار : ۴ تا ۶ ، ۱۰ ، ۱۴) اور دوسری غزل میں چھ (۴ ، ۷ تا ۹ ، ۱۴ ، ۱۵) شعر ہیں -
۲۶ - ص ۷ - غیر مطبوعہ غزل :

فنا راہ محبت میں مرا دل ہوتا جاتا ہے
جو اس جینے کو لازم ہے وہ حاصل ہوتا جاتا ہے

نبرد عشق میں صد آفریں اس دل کی ہمت پر
جراحت کھاتا جاتا ہے مقابل ہوتا جاتا ہے

دماغی قوتیں زیر اثر ہیں ضعف پیری کے
سمجھنا سہل مطلب کا بھی مشکل ہوتا جاتا ہے

۲۷- ص ۷۴ - ۷۳ - غزل :

تیغ سے ہمراہ میرا دل کف قاتل میں ہے
موت ہے آسان لیکن جان کس مشکل میں ہے

اکیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۵۲ - ۱۵۱ پر ہے - بیاض میں دس شعر ہیں - ان میں سے سات دیوان میں موجود ہیں (شمار : ۱ ، ۸ ، ۹ ، ۱۲ ، ۱۸ ،

۲۰ ، ۲۱) - تین شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں - ان میں سے ایک اوپر اندراج ۲۴ کے تحت ہے - اس کا دوسرا مصرع مذکورہ اندراج کے مصرعے سے مختلف ہے :

جھک کے ملنے کی ادا جو خنجر قاتل میں ہے

پہلے یہ مصرع یوں تھا : یہ تواضع کی ادا........

دو غیر مطبوعہ شعر یہ ہیں :

خرمن برق محبت ہوں تو اے دانائے راز
کیوں طمع گردوں کو میری عمر لا حاصل میں ہے

کیا کہوں نغمے ہوئے صیاد کو نالے مرے
میں اسے دکھلا نہیں سکتا جو میرے دل میں ہے

۲۸- ص ٦٧ - ٧٥ - غزل :

یوں اکیلا دشت غربت میں دل ناکام تھا
پیچھے پیچھے موت تھی آگے خدا کا نام تھا

دیوان میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں جو ص ۵۵ - ۵۳ پر ہیں - ان دونوں غزلوں میں چوبیس شعر ہیں - بیاض میں نو شعر ہیں جو دیوان کی دونوں غزلوں میں منقسم ہیں - پہلی غزل میں چھ (شمار : ۱ ، ۲ ، ۵ ، ۱۰ تا ۱۲) اور دوسری غزل میں تین (شمار : ۳ ، ۸ ، ۱۱) شعر ہیں - یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۲۹) میں بھی ہے -

۲۹- ص ۷۸-۷۷ - غزل :

مٹ کے بھی آئینۂ رخسار خوباں ہو گئیں
خون اہل عشق کی بوندیں گلستاں ہو گئیں

اٹھارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۷ - ۹۵ پر ہے - بیاض میں چودہ شعر ہیں - دیوان کے چار شعر (شمار : ۳ ، ۷ ، ۹ ، ۱۷) بیاض میں نہیں ہیں - دیوان کے چوتھے شعر کا مصرع ثانی : ہڈیاں جل جل کے شمع زیر داماں ہو گئیں

بیاض میں اس صورت میں ہے : ہڈیاں جل کر چراغ زیر داماں ہو گئیں

یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۳۸) کے تحت بھی ہے -

۳۰ - ص ۸۰ - ۷۹ - غزل :

پردہ رہا کہ جلوہ وحدت نما ہوا
غش نے خبر نہ دی مجھے کب سامنا ہوا

سترہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۴۵ - ۴۳ پر ہے - بیاض میں نو شعر ہیں - ان میں سے سات دیوان ہیں (شمار : ۱ ، ۳ ، ۵ ، ۷ ، ۸ ، ۱۱ ، ۱۲) - ذیل

کے دو شعر غیر مطبوعہ ہیں :

عبرت سے دیکھ پنجۂ قاتل رنگا ہوا
رہ گیروں سے نہ پوچھ کہ دل میرا کیا ہوا
تنکوں کا آشیاں تھا مگر اہل دل سے پوچھ
اک گھر تھا حسرتوں کا چمن میں بنا ہوا

یہ غزل اسی بیاض کے اندراج : ۳۳ کے تحت بھی ہے - بیاض ۴ میں اس زمین میں دو غزلیں (اندراج : ۱۵) ملتی ہیں -

۳۱ - ص ۱ ، - غزل :

کل وحدت فرقت کا سماں ہوش ربا تھا
نالہ بھی مرے منہ سے نکلتے ہی ہوا تھا

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۴ - ۶۳ پر ہے - بیاض میں یہی سات شعر ہیں -

اختلافات :

شعر ۲ - دیوان : وہ کر گئے تھے مجھ کو بلاؤں کے حوالے
سب جھیل لیں میں نے کہ مرا بھی تو خدا ہے

بیاض : وہ کر گئے تھے مجھ کو غم وہم کے حوالے
سب جھیل لیے میں نے کہ میرا بھی خدا ہے

شعر ۷ - مصرع ۱ دیوان : ثاقب انہیں کیا حال شب ہجر بتاؤں
بیاض : ثاقب انہیں کیا ہجر کی روداد سناؤں

۳۲ - ص ۸۴ - ۸۳ - غزل :

لاغری سے اک ورق ہوں دفتر تاثیر میں
جان پڑ جائے جو کام آئے تری تصویر میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۹ - ۹۸ پر ہے - بیاض میں سترہ شعر اور ایک مصرع ہے - ان میں گیارہ شعر دیوان میں ہیں (شمار : ۱ ، ۲ ، ۴ ، ۵ ، ۷ تا ۹ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۷ ، ۱۹) - بیاض کے غیر مطبوعہ اشعار یہ ہیں :

آگ یہ کیسی لگی ہے سینۂ دل گیر میں
چھالے آتے ہیں نظر آئینہ تقدیر میں

وائے محرومی خدنگ ناز آتا تھا کہ دل
ہو کے ٹکڑے اڑ گیا کوسوں ہوائے تیر میں

[مصرع ثانی ، پہلے اس صورت میں تھا : وائے قسمت وہ خدنگ......]

چپ رہا تا حشر زخمی ہو کے لیکن آ گئی
میری خاموشی سے گویائی زبان تیر میں

طالع بد کی نحوست کا نہ تھا ممکن علاج
سامنے آیا جو لکھا تھا مری تقدیر میں

[مصرع اول میں پہلے "نہیں" لکھا تھا، اسے قلم زد کر کے "نہ تھا" لکھا گیا]

رنگ الفت چاہتا ہے مٹ کے بھی اپنی نمود
کوہکن کا خون لہراتا ہے جوئے شیر میں

خود پرکھ لیں اہل فن شاید نظر آئے کہیں
فرق ثاقب کی زباں میں اور زبان میر میں

مصرع : ہم نے کس دن کی ہے کوتاہی کسی تدبیر میں

اختلافات :

شعر ۴ - دیوان : اور دنیا تنگ ہو جائے تو کیا ہوگا مرا
پاؤں برسوں رکھ چکا ہوں خانۂ زنجیر میں

بیاض میں یہ شعر پہلے اسی صورت میں تھا، بعد میں اس طرح لکھا گیا :

قابل جنبش تھا جب تک روچکیں کڑیاں مجھے
آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

شعر ۱۷ - مصرع ۱ - دیوان : آہیں کرتا جا کہ زور ناتوانی ہے بہت
بیاض : نالے کرتا جا ......

شعر ۱۹ - دیوان : نالۂ دل تا بلب ثاقب نہیں پہنچا ابھی
اک تلاطم ہو رہا ہے عالم تصویر میں

بیاض : نالۂ ثاقب لبوں تک بھی نہیں آیا ابھی
اک قیامت ہے نمایاں عالم تاثیر میں

یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۹) اور بیاض ۲ (اندراج : ۴۳) میں بھی ہے -

۳۳- ص ۸۵ - غزل :

پردہ رہا کہ جلوۂ وحدت نما ہوا
غش نے خبر نہ دی مجھے کب سامنا ہوا

اس غزل کا متن اسی بیاض کے اندراج : ۳۰ کے مطابق ہے - صرف یہ فرق ہے کہ دو شعر کم ہیں - ایک تو دیوان کا بارھواں شعر ہے (ص ۴۴)، اور دوسرا مذکورہ اندراج کے تحت دوسرا شعر ہے - یہ غزل بیاض : ۴ میں بھی دو جگہ

(اندراج - ۱۵) ملتی ہے -

۳۴- ص ۸٦ - غزل -

عروس دہر کو دل دے کے آزماؤں کیا
سنوارنے میں جو بگڑے اسے بناؤں کیا

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۷۱ - ۷۰ پر ہے - یہی پانچ شعر بیاض میں ہیں -

۳۵ - ص ۸۸ - ۸۷ - غزل -

پھر اک بار ہم سے بگڑنا مچل کر
اسی ناز سے اپنی تیوری بدل کر

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۰ پر ہے - ان میں سے صرف چوتھا بیاض میں ہے - بیاض کے زیر نظر متن میں سات شعر ہیں ، ان میں سے چھ غیر مطبوعہ ہیں - اوپر اندراج : ۵ کے تحت جو غیر مطبوعہ اشعار درج کیے گئے ہیں ، ان میں سے شمار ۱ تا ۳ ، اور ۹ تا ۱۱ زیر نظر متن میں بھی ہیں - دونوں متون میں ایک جگہ اختلاف ملتا ہے - اندراج : ۵ کے دوسرے شعر کا پہلا مصرع یہ ہے - خطرناک ہے غیر ہموار منزل

زیر نظر متن میں یہ مصرع اس طرح ہے : گرا منہ کے بل مدعی کھا کے ٹھوکر

یہ غزل بیاض - ۲ ، ۳ ، ۵ میں متعدد جگہ پر ہے - تفصیل کے لیے رک - بیاض ۲ (اندراج - ۳۱)

۳٦- ص ۹۰ - ۸۹ - غیر مطبوعہ غزل :

مجھے کچھ وہی شخص پہچانتا ہے
جو اپنی حقیقت کو خود جانتا ہے

اس کے لیے رک - حاشیہ ۵

۳۷ - ص ۹۲ - ۹۱ - غیر مطبوعہ غزل :

فرو کرنا ہے مشکل اس خزاں آثار طوفاں کو
سراسیمہ کیا ہے جس نے ارباب گلستان کو

اس کے لیے رک - حاشیہ ۴

۳۸ - ص ۹۴ - ۹۳ - غیر مطبوعہ غزل :

جبیں ہے سجدہ گزار ان کے آستانے کی
رہین عشق ہوں عادت ہے سر جھکانے کی

اس کے لیے رک : حاشیہ ۳

۳۹ - ص ۹۷ ۹۵ : غیر مطبوعہ نظم ''بد مستی''۔

گلابیاں اتار لے کہ کام ہے مدام سے
شفق کے سرخ طاق سے فلک کے سبز بام سے

فلک کی مے سے کام ہے زمین کی مے سے کیا غرض
اسی قدر ہے فاصلہ حلال کو حرام سے

عنب کے تاک میں ہے کیا بجز قطار آبلہ
انہیں کا آب مشتہر ہے سب میں مے کے نام سے

وہ شمع عقل آندھیوں سے جو کبھی بجھی نہیں
خموش ہو کے رہ گئی ہے اس کے ایک جام سے

بدی ہے مے کی واقعی بنائے سے بنی نہیں
نہ میرے اجتناب سے نہ تیرے احترام سے

سبو سے انبساط کیوں یہی کہ تنگ ظرف ہے
خموں کا اشتیاق کیوں فقط خیال خام سے

ملا رہے ہیں نا شناس ساغر شراب کو
کبھی تو آفتاب سے کبھی مہ تمام سے

اسی نجس شراب کا تو نام آفتاب ہے
مآل میں سیاہ ہے جو زلف مشک فام سے

یہ جس گلے میں آ گئی اسی کا دم گھٹتا کیا
صراحیوں کی ہچکیوں کو پوچھ گوش جام سے

یہ مے کشوں کی آرزو ہے ایک خون آرزو
لہو ٹپک پڑا ہے اس کے رنگ لالہ فام سے

قدم قدم پہ ایک حشر اور پھر جزا نہیں
یہ میتیں وہی ہیں جو اٹھیں نہ احترام سے

اسی خرام ناز کا خمار ایک نام ہے
نہ چل وہ راستہ جہاں خمار ہو خرام سے

جسے شراب کہتے ہیں یہی تو شر آب ہے
نہ کام سے یہ کام لے بچا زباں کو نام سے

وہ مے کدہ فلک کا ہے جو طاہر و طہور ہے
جہاں میں صبح ہوتی ہے اسی کے ایک جام سے

مخرب دماغ ہے سرور بنگ و کیف مے
حواس بھاگتے ہیں مسکرات زشت کام سے

منشیات بالعموم لائق نفور ہیں
یہ مستفاد مجملاً ہے رشحۂ کلام سے

یہ نظم بیاض - ۵ (اندراج - ۵) میں بھی ہے -

۴۰ - ص ۱۰۰ - ۹۹ - غیر مطبوعہ غزل -

یہ جادہ ہائے عشق ہیں انہیں کا میں اسیر ہوں
نہ حال پوچھیے مرا لکیر کا فقیر ہوں

سخن شناس معترف ہیں رفعت خیال کے
پڑا ہوا ہوں فرش خاک پر فلک مسیر ہوں

خدا نہ لائے وہ گھڑی نصیب دشمناں کہ میں
نگاہ اہل حسن میں خفیف یا حقیر ہوں

فلک سے ہے دم جدل یہ نعرۂ دل حزیں
کہ میری زد ہے بے پناہ اس بلا کا تیر ہوں

مریض کو یہ فکر ہے کہ ہو شفا سے ہم بغل
ہزار کچھ کہے مرض کہ موت کا سفیر ہوں

[اس شعر کی مسترد صورتیں یہ ہیں :

۱- کوئی مریض خوش نہیں کہ ہو اجل سے ہم بغل
اگرچہ خود کہے مرض کہ موت کا سفیر ہوں

۲- مریض خوش نہیں کہ وہ جدا ہو بزم دہر سے
مرض بنا رہا ہے خود کہ موت کا سفیر ہوں]

خدا گواہ ہے اگر کچھ اپنا بس چلے تو میں
جہان بے ثبات سے ابھی کنارہ گیر ہوں

[اس شعر کی مسترد صورت یہ ہے :

ذرا بھی اختیار ہو تو میں خدا گواہ ہے
بجھا کے شمع زندگی لحد میں گوشہ گیر ہوں

مصرع اول اس صورت میں بھی ملتا ہے :

خدا گواہ ہے اگر ذرا بھی اپنا بس چلے]

۴۱ - ص ۱۰۲ - ۱۰۰ - غیر مطبوعہ غزل :

جلوۂ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

اس کے لیے رک - حاشیہ ۱

۴۲- ص ۱۰۳ - غیر مطبوعہ "خمسہ تاریخ وفات مولوی احمد حسین موسوی مرحوم"۔

یہ خمسہ بیاض - ۱ کے اندراج ۲۲- کے تحت درج کر چکا ہوں - زیر نظر متن میں تیسرے مصرعے کی مسترد صورت یہ ہے :

اٹھ گیا دنیا کی اس مہماں سرا سے نا گہاں

یہ قطعہ بیاض - ۵ (اندراج : ۵۹) میں بھی ہے -

۴۳- ص ۶- ۱۰۴ - غیر مطبوعہ غزل :

جلوۂ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

اس کے لیے رک - حاشیہ ۱

۴۴ - ص ۸ - ۱۰۷ - غزل :

ظلم سے ذکر وفا اور سوا ہوتا ہے
ان کی ہر ایک برائی میں بھلا ہوتا ہے

اکیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۶ - ۱۹۵ پر ہے - بیاض میں ۱۴ شعر ہیں اور یہ سب دیوان میں ہیں (شمار - ۱ تا ۴، ۶، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۷ تا ۱۹، ۲۱) - دیوان سے چودھویں شعر کا مصرع اول :

ہجر کے درد کو بڑھنے دے کہ ہے مژدۂ وصل
بیاض میں یوں ہے : .... دے کہ ہے شام فراق

یہ غزل بیاض : ۴ اندراج - ۴۱) میں بھی ہے -

۴۵ - ص ۱۰ - ۱۰۹ - غزل :

بڑے شباب پہ درد فراق مستی ہے
نہ ہو شراب تو پھروں گھٹا برستی ہے

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۰ - ۱۷۹ پر ہے - بیاض میں نو شعر ہیں ، ان میں سے آٹھ دیوان میں ہیں - دیوان کے تین شعر (شمار - ۲، ۶، ۸) بیاض میں نہیں ہیں - ذیل کا شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہے :

یہ اتفاق کہ ہجراں نصیب جی نہ سکا
وگرنہ وصل گراں ہے نہ جان سستی ہے

یہ غزل بیاض -۱ (اندراج - ۲۷) میں بھی ہے :

۴۶ - ص ۱۲ - ۱۱۱ - غیر مطبوعہ غزل :

اب اس کا ذکر ہی کیا جب دل تپاں نہ رہا
میں اور اس کے سوا کیا کہوں کہ ہاں نہ رہا

اس غزل کے شروع اور آخر میں تاریخ تصنیف ۷ جنوری ۱۹۴۲ء درج ہے۔ آخر میں یہ بھی لکھا ہے ”بجہت مشاعرہ بھوپال گفتہ شد“ تفصیل کے لیے رک : اسی بیاض کا اندراج ۶۴ -

۴۷ - ص ۱۱۳ - غیر مطبوعہ قطعہ تاریخ وفات -

اس صفحے پر ثاقب نے خود اپنا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے - یہ پنسل سے لکھا گیا ہے ، اور پھر پنسل ہی سے اس طرح قلم زد کیا گیا ہے کہ اکثر الفاظ پڑھنے میں نہیں آتے - یہ قطعہ بیاض - ۱ (اندراج - ۴۲) میں بھی ہے اور درج کیا چکا جا ہے۔ زیر نظر متن میں پانچ شعر ہیں - تین شعر (شمار ۱ ، ۳ ، ۴) بیاض - ۱ کے متن میں موجود ہیں اور وہاں شمار - ۱ ، ۲ ، ۴ پر ہیں - زیر نظر قطعے میں دو شعروں (دوسرے اور پانچویں) کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھنے میں آتے ہیں -

پس از یک عمر........
گزر جانے کا ....
کہوں ثاقب خود اپنا سال رحلت
....

۱۳۶۲ ہجری

بیاض - ۱ کے قطعے میں عیسوی سال تھا ، یہاں ہجری ہے - بیاض - ۱ کے قطعے کا دوسرا شعر اس قطعے میں ذیل کی صورت میں ہے :

ستتر سال کی غم ناک روداد
کہیں اس جاد، کنی میں کیا کسی سے

۴۸- ص ۱۱۴ - غیر مطبوعہ قطعہ تاریخ وفات -

یہ بھی ثاقب کی اپنی وفات کا قطعہ تاریخ ہے - پنسل سے لکھا ہے ، اور اس طرح قلم زد کیا ہے کہ آخری شعر بالکل ناخوانا ہے صرف ”۱۳۶۲ ہجری“ پڑھنے میں آتا ہے :

خزاں لازم ہے ہستی کے چمن کو — وہ اس گلزار کے گل ہوں کہ بوٹے
کچھ اچھے کام کر لے اس سے پہلے — کہ تجھ کو موت کا قزاق لوٹے
حیات دہر میں ہے غیر ممکن — کہ رشتہ عمر کا از خود نہ ٹوٹے
ذرا آہستہ ڈالیں خاک احباب — کہ نازک آبلہ دل کا نہ پھوٹے

....

۱۳۶۲ ہجری

۴۹- ص ۱٦- ۱۱۵ - غیر مطبوعہ غزل :

اب اس کا ذکر ہی کیا جب دل تپاں نہ رہا
میں سے تم کیا کہوں اس کے سوا کہ ہاں نہ رہا

اس کے لیے رک : اسی بیاض کا اندراج ۶۴-

۵۰ - ص ۱۸ - ۱۱۷ - غیر مطبوعہ غزل :

دل کی چھوٹی سی اک کہانی ہے
آپ سن لیں تو مہربانی ہے

اس کے لیے رک - حاشیہ ۸

۵۱ - ص ۱۱۹ - غزل -

آنکھ لڑ جانا تماشا ہو گیا
میں بھری محفل میں رسوا ہو گیا

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ٦٨ - ٦٧ پر ہے - ان میں سے صرف چار بیاض میں ہیں (شمار : ۲ تا ۴ ، ٦) بیاض میں گیارہ شعر ہیں۔ سات غیر مطبوعہ ہیں - ان میں سے مطلع اوپر درج کیا گیا ہے، باقی یہ ہیں :

اللہ اللہ صورت زیبائے حسن	دیکھنے والوں کو سکتا ہو گیا
دل کے مر جانے سے بزم حسن میں	ایک سناٹا سا پیدا ہو گیا
خواب تھا عہد گزشتہ کا خیال	آنکھ کھلتے ہی سویرا ہو گیا
رنگ نیرنگ محبت دیکھیے	دل ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
چشم پرفن کی ادا تھی دل کا مول	آنکھوں ہی آنکھوں میں سودا ہو گیا

غفلتوں کی نیند ثاقب تا کجا
کھولیے آنکھیں سویرا ہو گیا

دیوان اور بیاض میں ایک جگہ اختلاف ملتا ہے -

شعر ۲ - مصرع ۱ - دیوان : وہ اٹھے انگڑائیاں لیتے ہوئے
بیاض : لے کے انگڑائی وہ اٹھے بزم سے

یہ غزل اسی بیاض میں اندراج : ٦۱ کے تحت بھی ملتی ہے - بیاض ۵ میں بھی دو جگہ (اندراج - ۲۱ ، ۲۸) ہے -

۵۲ - ص ۲۱ - ۱۲۰ - غیر مطبوعہ غزل :

مجھے کچھ وہی شخص پہچانتا ہے
جو اپنی حقیقت کو خود جانتا ہے

اس کے لیے رک : حاشیہ ۵-

۵۳ - ص ۲۳ - ۱۲۲ - غیر مطبوعہ قصیدہ ''صبح ایجاد،' -

پلہ نہ جھکا اوج سے بھی چرخ بریں کا
کچھ خاک کے پتوں سے بڑھا وزن زمیں کا

قدسی کے لیے سجدہ آدم ہوا تجویز
یوں کاتب قدرت نے بھرا نقش جبیں کا

جس ذرے کو چمکائے تری بندہ نوازی
معدن ہوئی یہ خاک خلافت کے نگیں کا

اس عنصر خاکی نے قبا نور کی پہنی
قدرت نے کہا ہاں تو نہ تھا دخل نہیں کا

مخفی و عیاں نقش تھے دو ظاہر و باطن
یہ مائل دنیا وہ طلب گار تھا دیں کا

گہوارہ قدرت کی بلندی پہ نظر کر
کس مہد میں مولود تھا آغوش زمیں کا

ایجاد نے ہونٹوں میں حلاوت کو جگہ دی
آنکھوں میں مکاں بن گیا حسن نمکیں کا

منزل تھی جہاں ذکر کی ایوان دہن میں
سبحہ ہوا تیار وہیں در ثمیں کا

پسلی ہوئی محراب صفت دونوں طرف خم
سینہ تھا کہ اک قصر بنا قلب حزیں کا

مشہور ہے جس ذات کا آوازۂ عزت
میں ہوں وہی پر عشق نے رکھا نہ کہیں کا

ہاں ساقیؐ کوثر کی توجہ سے کرم سے
دل ہے مرا اک مےکدہ فردوس بریں کا

انگشت شہادت ہے ازل سے سوئے حیدر
کعبہ بھی ہے اک قبلہ نما قبلہؐ دیں کا

یہ پاؤں ہیں یا کیا ہے سر دوش محمد
منہ دیکھ تو لوں مہر نبوت کے نگیں کا

ٹوٹے ہیں محبت میں دل اتنے کہ نہیں حد
یوں گرم تھا بازار نہ یوسف سے حسیں کا

سجدے ہوئے اتنے کہ ہے جو ذرہ نجف میں
ٹوٹا ہوا تارہ ہے وہ گردون جبیں کا

ثاقب میں کروں یا نہ کروں مدحت ضربت
پرواز میں ہے ذکر پر روح امیں کا

یہ قصیدہ بیاض : ۴ (اندراج - ۱۶) میں بھی ہے -

۵۴- ص ۲۶ - ۱۲۵ - غزل :

آنکھ پڑتے ہی نہ تھا نام شکیبائی کا
در مے خانہ تھا نقشہ تری انگڑائی کا

پندرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۳۵ - ۳۴ پر ہے - بیاض میں آٹھ شعر ہیں ، اور یہ سب دیوان میں موجود ہیں (شمار : ۱ تا ۳ ، ۷ ، ۱۱ تا ۱۳ ، ۱۵)- ایک جگہ لفظی اختلاف ملتا ہے -

شعر ۱۲ - مصرع ۱ - دیوان : ساتھ دینے کا تو احسان ہے مجھ پر لیکن
بیاض : ساتھ رونے کا.........

یہ غزل بیاض - ۴ (اندراج - ۸) میں بھی ہے -

۵۵- ص ۱۳۸ - غزل :

مے کدے میں ہیں سنبھالے ہوئے سر نوش مجھے
آج کیا پی ہے کہ آتا ہی نہیں ہوش مجھے

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۳۸ پر ہے - بیاض میں چار شعر ہیں ، جن میں سے تین بیاض میں ہیں - (شمار : ۱ ۸ ۹) بیاض میں ایک شعر غیر مطبوعہ ہے :

محو اسی فکر میں رہتا ہوں کہ تم کچھ بولو
کر دیا ذوق سخن نے ہمہ تن گوش مجھے

۵۶- ص ۱۲۸ - غزل :

وہ روح بخش جاں تھے جاں کاہ بن کے نکلے
کچھ دم تھے پاس اپنے جو آہ بن کے نکلے

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۵ - ۱۹۴ پر ہے - یہی پانچ شعر بیاض میں بھی ہیں - اوپر جو مطلع درج ہوا ہے ، دیوان میں اس کے دوسرے مصرعے میں "اپنے" کی بجائے "میرے" ہے - یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج - ۶۰) میں بھی ہے -

۵۷- ص ۱۲۹ - غیر مطبوعہ غزل :

جز فریب نگاہ میں کیا ہوں تیرے نیرنگ کا تماشا ہوں
دل لگانے کا یہ صلہ پایا کچھ میں کھویا ہوا سا رہتا ہوں
پرسش حال اس نے کی تو مجھے یہی کہتے بنا کہ اچھا ہوں

۵۸- ص ۱۳۰ - غیر مطبوعہ قطعہ تاریخ ولادت -

یہ قطعہ بیاض -۱ میں بھی ہے اور اس کے اندراج - ۲ کے تحت درج کیا جا چکا ہے - زیر نظر متن میں آخری شعر کا مصرع اول پہلے اس صورت میں لکھا تھا :

گہر فشاں ہے پے سال عیسوی ثاقب

اسے قلم زد کر کے مصرعے کی وہی صورت لکھی گئی جو بیاض - ۱ میں ملتی ہے -

۵۹- ص ۱۳۱ - غیر مطبوعہ قطعہ ولادت -

یہ قطعہ بھی بیاض - ۱ میں ہے اور اس کا اندراج -۳ کے تحت درج کیا جا چکا ہے -

۶۰- ۳۵ - ۱۳۲ - غیر مطبوعہ غزل :

کس سے کہیں روگ اپنے جی کا
ہمدرد کوئی نہیں کسی کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۹-

۶۱- ص ۱۳۵ - غزل :

آنکھ لڑ جانا تماشا ہو گیا
میں بھری محفل میں رسوا ہو گیا

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۸ پر ہے - بیاض میں تیرہ شعر ہیں ان میں سے پانچ دیوان میں ہیں (شمار ۲ ، ۴ تا ۷) -

اختلافات :

شعر ۲ مصرع ۲ دیوان : وہ اٹھے انگڑایاں لیتے ہوئے
بیاض : لے کے انگڑائی وہ اٹھے بزم سے
اس سے پہلے یہ مصرع اس صورت میں تھا : لے کے انگڑائی چلے وہ بزم سے
شعر ۷ - مصرع ۱ - دیوان : اب کہاں ثاقب وہ بزم آرائے عشق
بیاض : انجمن آرائے الفت اٹھ گئے

بیاض میں آٹھ شعر غیر مطبوعہ ہیں - ان میں سے سات اسی بیاض کے اندراج ۵۲ کے تحت درج کیے جا چکے ہیں- آٹھواں شعر یہ ہے :

بے خودی چھائی جو کیف عشق میں
رنگ مستی اور گہرا ہو گیا

اندراج - ۶۲ کے متن اور زیر نظر متن میں مندرجہ ذیل اختلافات ملتے ہیں :

شعر ۲ مصرعہ ۱ - اندراج ۶۵ - اللہ اللہ صورت زیبائے حسن
زیر نظر متن - اللہ اللہ شان حسن دل فریب

شعر ۳ - مصرع ۱ - اندراج - ۵۲ : دل کے مر جانے سے بزم حسن میں
زیر نظر متن : میرے اٹھ جانے سے بزم دہر میں
شعر ۵ مصرع ۱ - اندراج ۵۲ : رنگ نیرنگ محبت دیکھیے
زیر نظر متن : دید کے قابل ہے یہ کایا پلٹ
شعر ٦ - مصرع ۱ اندراج - ۵۲ - چشم پر فن کی ادا تھی دل کا مول
زیر نظر متن : ان کی چتون کی ادا تھی دل کا مول
یہ غزل بیاض : ۵ میں بھی دو جگہ (اندراج : ۲۱ ، ۲۸) ملتی ہے -

۶۲- ص ۳۸ - ۱۳۷ - غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے شیدا غم محبت کا
میں تو مارا ہوا ہوں الفت کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۲

۶۳- ص ۴۰ - ۱۳۹ - غیر مطبوعہ غزل :

تجھے کچھ وہی شخص پہچانتا ہے
جو اپنی حقیقت کو خود جانتا ہے

اس کے لیے رک : حاشیہ : ۵

۶۴- ۴۱ - ۱۴۰ - غیر مطبوعہ غزل :

یہ غزل زیر نظر بیاض ہیں تین جگہ بہ تفصیل ذیل ملتی ہے :

۱- ص ۱۲ - ۱۱۱
۲- ص ۱٦ - ۱۱۵
۳- ص ۴۱ - ۱۴۰

متن ۱ ، ۲ مصنف نے قلم زد کیے ہیں اس لیے متن : ۳ یہاں درج کیا جاتا ہے :

اب اس کا ذکر ہی کیا جب دل تپاں نہ رہا
میں تم سے کیا کہوں اس کے سوا کہ ہاں نہ رہا

متاع عشق کے سودے میں کچھ زیاں نہ رہا
کہ دل کے بدلے یہ مال گراں ، گراں نہ رہا

نوید سال گرہ دلکشائے عالم تھی
نشاط جشن کا چرچا کہاں کہاں نہ رہا

کمال مشق تصور نے راہ پیدا کی
کوئی حجاب مرے ان کے درمیاں نہ رہا

سمجھ کے بات کر اے ہم نوا ، خدا نہ کرے
قفس میں رہ کے سنوں میں کہ آشیاں نہ رہا

لحد میں بھی نہیں راحت نصیب فتنوں سے
مقام امن کہیں زیر آسماں نہ رہا
مرے بیان کا انداز جان محفل تھا
کہ میرے اٹھتے ہی وہ رنگ داستاں نہ رہا
وجود غم سے جہاں میں ہے زندگی کا مزا
وہ دل کی موت ہے جس دم یہ میہماں نہ رہا
چمن میں برق کی تمثال تھا ورود خزاں
گلوں کے ساتھ ہی اپنا بھی آشیاں نہ رہا

[پہلے یہ مصرع اس صورت میں تھا : گلوں کے ساتھ ہمارا بھی........]

ریاض دہر کی کایا پلٹ معاذ اللہ وہ گل زمیں نہ رہی یا وہ آسماں نہ رہا
مصائب دل خوں گشتہ کچھ نہ پوچھیں آپ کہ اب یہ قصہ غم قابل بیاں نہ رہا
یہ آفت آ گئی اردو زباں پر ثاقب کوئی کمال ہنر کا بھی قدرداں نہ رہا

متن : ۱ میں ذیل کے دو شعر زائد ہیں :

کسی نے ہنس کے جو اک روز مجھ کو دیکھا تھا
جہاں میں اس کا فسانہ کہاں کہاں نہ رہا

[پہلے یہ شعر اس صورت میں تھا :
کسی نے ہنس کے جو میری طرف نظر کی تھی
اس ایک ادا فسانہ کہاں کہاں نہ رہا]

میں ایسے وقت میں چونکا ہوں خواب غفلت سے علاقہ جب کوئی ما بین جسم و جاں نہ رہا

متن : ۱ ، ۳ میں اختلافات بھی ہیں :

شعر ۱ مصرع ۲ - متن : ۱ : میں اور اس کے سوا کیا کہوں کہ ہاں نہ رہا
پہلے یہ مصرع اس صورت میں تھا: میں اور کیا کہوں اس کے سوا کہ ہاں نہ رہا
شعر ۱۱ - متن : ۱ : مصائب دل خوں گشتہ پوچھتے کیا ہو
فسانہ ختم ہے اب قابل بیاں نہ رہا

متن : ۲ میں ایک شعر ایسا ہے جو متن : ۳ میں نہیں - یہ متن : ۱ کے زائد اشعار کے تحت اوپر (پہلا شعر) درج کیا جا چکا ہے - متن : ۳ اور متن : ۲ میں ذیل کا اختلاف ملتا ہے :

شعر ۹ - مصرع ۲ : گلوں کے ساتھ ہمارا بھی آشیاں نہ رہا
شعر ۱ مصرع ۱ - متن ۲ میں پہلے اس طرح تھا :
اب اور کیا کہوں اس کے سوا کہ ہاں نہ رہا

متن : ۱ اور متن : ۲ : میں جو مشترک غیر مطبوعہ شعر ہے ، وہ متن : ۲ میں قلم زد کر دیا گیا ہے ، اور اس صورت میں ہے :

کسی نے ہنس کے جو مجھ دل حزیں کو دیکھا تھا
اس التفات کا چرچا کہاں کہاں نہ رہا

دوسرا مصرع پہلے اس صورت میں تھا : یہ ذکر بزم جہاں میں کہاں کہاں نہ رہا

۶۵- ص ۴۳-۴۴ ۱۴۲ غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے مفتوں غموں کی آفت کا
میں ہوں مارا ہوا محبت کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۲

۶۶ - ص ۴۴ - ۱۴۳ - غیر مطبوعہ غزل :

جلوہ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

اس کے لیے رک : حاشیہ ۱

۶۷- ص ۴۶ - ۱۴۵ - غیر مطبوعہ غزل :

فرو کرنا ہے مشکل اس خزاں آثار طوفاں کو
سراسیمہ کیا ہے جس نے ارباب گلستاں کو

اس کے لیے رک : حاشیہ ۴

۶۸- ص ۴۷ - ۱۴۸ - غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے مفتوں غموں کی آفت کا
میں ہوں مارا ہوا محبت کا

اس کے لیے رک : حاشیہ ۲ - .

۶۹- ص ۱۴۸ - غیر مطبوعہ غزل :

جلوہ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

اس کے لیے رک : حاشیہ ۱

۷۰ - ص ۵۰ - ۱۴۹ - غزل :

دیر ہوئی کہ آسماں بر سر اختلاف ہے
ایک مجھی پہ ہے عتاب سب کی خطا معاف ہے

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۲ - ۶۱ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - دیوان کے شعر ۹ کا مصرع ۲ یہ ہے :

میرا مزار تھا جہاں اب وہ زمین صاف ہے

اس میں ، بیاض میں سہو قلم سے لفظ ''جہاں'' لکھنے سے رہ گیا ہے - یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۴) اور بیاض : ۲ (اندراج : ۱۸) میں بھی ہے -

۷۱ - ص ۱۵۰ - غزل :

دل سے جھگڑا کس لیے بیکار پیدا کیجیے
توڑ کر شیشے کو کیوں تلوار پیدا کیجیے

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۵ - ۲۲۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں- یہ غزل بیاض : (اندراج : ۱۱) میں بھی ہے -

۷۲ - ص ۱۵۷ - دو شعر :

وہ شباب کے فسانے جو میں سن رہا ہوں دل سے
اگر اور کوئی کہتا تو نہ اعتبار ہوتا

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۲ - ۲۰ پر ہے - بیاض میں اس کے آخری دو شعر ہیں -

۷۳ - ص ۶۰ - ۱۵۹ - غزل :

دیکھتا حسن کا عالم جو نہ حیران ہوتا
خیر یوں بھی سہی دل تو نہ پریشاں ہوتا

اٹھارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۳ - ۱۲ پر ہے - بیاض میں آٹھ شعر ہیں - ان میں سے سات دیوان میں ہیں (شمار : ۱ تا ۴ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۳) - بیاض میں ایک شعر غیر مطبوعہ ہے جو اسی بیاض کے اندراج : ۲۰ کے تحت درج کیا جا چکا ہے -

(باقی)

مطبوعات شعبۂ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند

پہلی جلد ، مقدمہ ، مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی

دوسری جلد ، عربی ادب ، مرتبہ سید فیاض محمود ، پروفیسر عبدالقیوم ١٧/-

تیسری جلد ، فارسی ادب ، اول (١٠٠٠ء-١٥٢٦ء) مرتبہ ڈاکٹر محمد باقر ، ڈاکٹر وحید مرزا ١٦/-

چوتھی جلد ، فارسی ادب ، دوم (١٥٢٦ء-١٧٠٧ء) مرتبہ مقبول بیگ بدخشانی ٣٠/-

پانچویں جلد ، فارسی ادب ، سوم (١٧٠٧ء-١٩٧٢ء) مرتبہ سید فیاض محمود ، سید وزیر الحسن عابدی ٢۴/-

چھٹی جلد ، اردو ادب ، اول (ابتدا سے ١٧٠٧ء تک) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی ٢٢/-

ساتویں جلد ، اردو ادب ، دوم (١٧٠٧ء-١٨٠٣ء) مرتبہ سید وقار عظیم ١٨/-

آٹھویں جلد ، اردو ادب ، سوم (١٨٠٣ء-١٨٥٧ء) مرتبہ سید فیاض محمود ١٦/-

نویں جلد ، اردو ادب ، چہارم (١٨٥٧ء-١٩١۴ء) مرتبہ سید فیاض محمود ، ڈاکٹر عبادت بریلوی ٢٣/-

دسویں جلد ، اردو ادب ، پنجم (١٩١۴ء-١٩٧٢ء) مرتبہ سید فیاض محمود ٢٧/-

گیارھویں جلد ، بنگالی ادب ، اول (١١٨٧ء-١٨٥٧ء) مرتبہ سید فیاض محمود ١٨/-

بارھویں جلد ، بنگالی ادب ، دوم (١٨٥٧ء-١٩٧٠ء) مرتبہ سید فیاض محمود ١٧/-

تیرھویں جلد ، علاقائی ادبیات ، اول (پشتو ، پنجابی ، سندھی) مرتبہ سید فیاض محمود ٢٢/-

چودھویں جلد ، علاقائی ادبیات ، دوم (بلتی سے لے کر براہوئی تک) مرتبہ سید فیاض محمود ١٨/-

پندرھویں جلد ، اشاریۂ جلد اول ، اردو ادبیات
مرتبین : ڈاکٹر عبدالغنی ، رحمٰن ملک ، نادرہ زیدی

سولھویں جلد ، اشاریۂ جلد دوم ، بنگالی ادبیات " "

سترھویں جلد ، اشاریۂ جلد سوم ، علاقائی ادبیات " "

اٹھارھویں جلد ، اشاریۂ جلد چہارم ، فارسی ادبیات " "

انیسویں جلد، اشاریۂ جلد پنجم ، عربی ادبیات " "

ملنے کا پتہ : پنجاب یونیورسٹی سیلز ڈپو ، لاہور

localities, in which Urdu and Persian are already taught, either at the charge of Government which proposed to increase its expenditure on primary education, or that of Municipal and other local bodies, was comparativeiy trifling, as those teachers could everywhere be secured at very small salaries."[23]

As it is mentioned earlier the Anjuman was a secular body and it constituted of Hindus, Muslims and Sikhs. This composition of the Anjuman compelled it to pass such a neutral resolution which could be acceptable to the above mentioned groups. The Anjuman accordingly did it in a diplomatic way, and so it did not favour any single language.

REFERENCES

1. Proceedings of the Government Punjab, General, for the month of April, 1849. 2. Ibid. May, 1849. 3. Ibid. June, 1849.
4. Ibid. August, 1849. 5-6. Ibid. July, 1854.
7. رسالہ انجمن پنجاب فروری - مارچ ۱۸۶۵ ع
8. Proceedings of the Society for the Diffusion of useful knowledge in the Punjab 1865, No. 1 p. 2.
9. Ibid. p. 69. 10. Ibid. p. 70. 11. Ibid. p. 4.
12. Proceedings of the Government Punjab, Education, for the month of October, 1867, pp. 40-48.
13. Ibid. p. 48. 14. Ibid. p. 49.
15. Proceedings of the Government Punjab, Education for the month of June, 1868, pp. 45-47. 16. Ibid. p. 46.
17. Ibid. p. 46-47. 18. Ibid. p. 47.
19. Education Commision, Punjab Provincial committee Report, 1884.
20. Ibid. pp. 391-395. 21. Ibid. pp. 507-508.
22. Ibid. pp. 358-359. 23. Ibid.

divergences, a very general character, but only subserves the business purposes of trade, whilst its use for literature has now entirely ceased.

The leaders, however, of the "Hindi movement" pursue objects of the national unification of Hindus throughout India, to which the introduction of the Nagri character is to be a step. It seems to me that the appointment in schools of Pandits to teach Sanskrit and Hindi (or rather the explanation of the Sanskrit in the vernacular of the pupil, written in the Nagari character) to Hindus ; of Bhais to teach Gurmukhi to Sikhs ; and of Maulvis to teach Arabic to Muhammadans, would solve alike the "language question" and the "religious difficulty," for religious instruction would be simultaneously imparted in and by the above languages to their respective denomidations.[32]

Finally, a resolution regarding Urdu, Hindi and Gurmukhi as media of primary instruction was passed at the annual meeting of the Anujman-e-Punjab on 25th March 1882. The resolution read as under :

Resolution regarding Urdu, and Gurmukhi as a medium of primary instruction at the Annual Meeting of the Society on the 28th March 1882

"Considered a memorial from a newly-formed Society for the encouragement of Hindi, to which numerous signatures of members of the general Hindu community had been attached. It proposed the substitution of Hindi for Urdu and Gurmukhi in primary schools, and the Anjuman-i-Punjab were so far in accord with the proposal as they desired that the primary instruction of Hindus, especially of the Khatri and Brahman class, should be conveyed through the medium of Hindi and in the Nagri character, that of the Sikhs in Punjabi in the Gurmukhi character, and that of Muhammadans and of the Amla class through that of Urdu-Persian, the bulk of the population in, say, any particular village determining the language of the primary instruction. The cost of adding a Hindi and Gurmukhi teacher to the existing schools in more largely populated

the "language question". Here is the text of Dr. Leitner's statement.

The vernacular taught in our schools is Urdu (written in the Persian character) which has become the dialect of the amla class, of the better Muhammadans, and of the best Hindus whilst it is fast spreading to the rest of the community. The real vernacular is Punjabi in the upper part of the province, and forms of Hindi at Gurgaon, Hissar, and places bordering on the North-West Provinces. Urdu is both popular and useful, as leading to employment under Government, and as being the '*lingua franca*' of the province. The Persian character is also tachygraphic and, in its lithographed form, as Nastaliq, a very cheap medium for spreading knowledge by means of books. There is, however, an agitation going on now among Hindus in favour of supplanting Urdu by Hindi in the Deva Nagari character. The adoption of this language as the principal medium of primary instruction I should certainly recommend in places like those above-mentioned, if the local dialect is indeed Hindi, or where there is a real demand for it. In the same way, Punjabi in the Gurmukhi character (for in the Nagari alphabet it is a mere subterfuge for introducing Hindi) should be made the principal medium of primary instruction among the Sikh agricultural population. It seems to me, however, that this question also will adjust itself, once the principle of educational self-government is allowed our play. At present, the advocates alike of Urdu, Hindi, and Punjabi speak on behalf of a people which has not itself been fully consulted. To attach teachers of Hindi and Panjabi to schools where Urdu is the medium of instruction, or teachers of Urdu where Hindi is that medium or of Hindi and Urdu where Punjabi is that medium, would not be an expensive measure, wherever popular requirements would demand such additional or optional instruction. At the same time, whilst there can be no doubt as to what is meant by Urdu, it is not so easy to define what is referred to as Hindi. As a rule, where Hindus in the Panjab ask for Hindi, they mean Sanskrit. Several of their religious books are even transcribed into the Persian character, Lande, almost a short-hand of Nagari, from which Gurmukhi seems to have developed, is, with certain

Pandit Amar Nath is of opinion that Hindi and Urdu are two names for the same thing, subject to the difference that Hindi is written in Deva Nagari characters, and Urdu in Persian characters, and that in the former the local dialect is mixed with Sanskrit and in the latter with Persian and Arabic words. Deduct from it either the Sanskrit or the Persian Arabic, there would remain nothing but the pure dialects of the country, *viz.*, Hindi, in contradistinction to Brij Bhasha used in Mathra and other surrounding districts. This being so Hindi, if adopted as a medium of instruction in primary schools, would be a great boon and convenience, but he would not make any language compulsory, but would make a provision in every primary school for Urdu, Hindi, Punjabi, and leave it to the option of the people to learn whichever they prefer. It is highly pernicious to make Urdu a compulsory language ; he fears that Urdu has not done so much good to the country as would have been done if Hindi and Punjabi had been added.

Pandit Ishri Pershad is of opinion that a greater improvement would be effected by adding the media of other vernaculars than by using the medium of Urdu.

He is of opinion that as primary education in the strict sense of the term is altogether unknown to the country, the question of popularity does not arise at all.[21]

Dr. Leitner, the President of the Anjuman-e-Punjab, had also expressed his views on the language question. According to him the real vernacular of the Punjab was Punjabi. But he was of the opinion that Urdu as the vernacular of his province was becoming very popular. It was useful in seeking employment under the government, being the 'lingua franca' of the province. About the agitation in favour of Hindi, Dr. Leitner has framed his opinion as such. "The leaders, however, of the Hindi movement, pursue objects of the national unification of Hindus throughout India to which the introduction of the "Nagari character is to be a step." Dr. Leitner has mentioned a plan to solve the language problem. "It seems to me that the appointment in schools of Pandits to teach Sanskrit and Hindi to Hindus, of Bhais to teach Gurmukhi to Sikhs and of Maulvis to teach Arabic to Muhammadans would solve alike

them parts from their sarced books, and for them, as far as their profession is concerned, there is no use to teach their sons Urdu. But this grievance is not confined to Brahmans or Bhais, but the Mullas feel the same want, which can only be met by the introduction of religious education in the Government schools in the manner suggested by the Anjuman-i-Punjab.

"Besides this, if there be any real wish on the part of the people to learn their local dialects, there is no reason why a teacher of that dialect should not be added to every school, and why the people should not be allowed to learn their local dialects along with Urdu, as stated by Sir Charles Aitchsion in his answer to the memorial of the Siri Guru Singh Sabha."

Dr. Syad Amir Shah agrees in the opinion of Pirzada Muhammad Husain.

Bhai Gurmukh Singh is of opinion that the language in which instruction is given in the Punjab is not the mother-tongue of the people. Urdu came to the country along with the British Government. Before that Persian was the language of the Sikh courts. The British Government substituted Urdu for Persian, which was already used in the country and was much easier than the Urdu (Persian ?) Urdu has not been so beneficial as was expected. Only those people learnt it who desired to have Government employments, but such people are, comparatively speaking, very few.

The rest, *viz.*, shopkeepers, artizans, cultivators, Pandits, Bhais, Kazis, etc., transact their business in the Punjabi language or in the language of their sacred books.

The shopkeeprs use the Punjabi language in the Lunde characters ; many Hindus, Sikhs, Muhammadans, and many others, use the Gurmukhi characters : the Pandits use the Sanskrit characters ; Muhammadans use the Persian characters. That the Urdu has not proved a beneficial medium of instruction is evident from the fact that in 25 years the proportion of the educated is too small when the whole population of the Punjab is taken into calculation. Had the mother-tongue of the country been adopted as the medium of public instruction, almost the whole population would have been benefited.

"It is not easy to answer the first part of the question in a few words, because it is necessary before giving any answer to ascetain the meaning of the word 'Vernacular.' If we mean by it any *one language* which is spoken in every part of the province, there is no such vernacular in the Punjab. Besides the local dialects, there are four or five different languages spoken in the Punjab. They are Urdu, Punjabi, Multani, Pushtu, and Pahari.

"In the divisions of Delhi and Hissar and the district of Umballa, the vernacular of the people is Urdu, though in the rural parts of the country far from the towns, the seats of courts, etc., the inhabitants of the villages speak several uncouth and uncultivated forms of Urdu, which is sometimes called Ganwari Urdu or Hindi (not the classical Hindi, the language of Tulsi Das, etc., which was the language of this part of the country 500 years ago and is not spoken anywhere now).

"In the remaining parts of the Punjab, Urdu is spoken along with Punjabi, Multani, and Pushtu in their respective parts in the *towns*, and is fairly understood even in the *villages*, because it is the court language of the country, though it is spoken very seldom there. Thus in the absence of any *one vernacular* for the whole province, its place is naturally occupied by a language which, though not spoken all over the country, is understood tolerably well.

"The recognition of Urdu as the vernacular of the province has produced more beneficial effect both in *civilising* the province and in spreading education within such a comparatively short time than that of any other provincial dialect would have done.

"Its usefulness and popularity are unquestionable, because, if we take into consideration the poverty of the agricultural class, who cannot support and spare their sons for achools, the number of the students in the schools is not very unsatisfactory, and besides this no Punjabi, Multani, or Pushtu school have been established by private enterprise in order to show the supposed popular dislike to the recognised vernacular.

"There are indeed some classes of the people, such as Brahmans and Bhais, whose profession is to assist the Hindus and the Sikhs in the performance of their religious ceremonies, and to explain to

province is not the dialect of the people, and on this account the schools are neither popular nor useful. The classes who do not like the vernacular recognised and taught at present in the schools are as follows :—

Pandits, Brahmans, and Khatris.—These like Sanskrit, and Hindi in Deva Nagari characters.

Sikhs.—These people like Punjabi in Gurmukhi characters. The people who like the Urdu dialect in Persian characters are only those who seek employment in courts and offices, whether private or public, in which business is transacted in the Persian characters ; that is to say, the Amla people, the higher classes of officials, and the Muhammadans.

The above is the opinion of Baboo Novina Chandra Rai, Pandit Guru Purshad, and Pandit Bhagwan Dass.

Dr. Rahim Khan is of opinion that in the Punjab schools, besides the English language, the Urdu dialect is used generally ; although Urdu is not the dialect of the country, still it is not on that account detrimental to the number of pupils ; no complaints against Urdu have ever been heard from the public at large, but only from a few who are prejudiced against Urdu from a religious point of view, and are desirous of introducing Hindi dialect, which is just as much foreign to the country as Urdu. In any part of the Punjab proper no one understands Hindi, except a few Brahmans. If instructions in primary schools were given in Punjabi, that certainly would be a great improvement, and Urdu might reasonably be discarded. But the Punjabi dialect is not so rich that books on advanced subjects can be translated into it without the aid of Persian and Arabic—*vide* the Director's annual report.

Abu Syad Muhammad Husain is of opinion that no doubt Urdu is not the general language of the Punjab, but at the same time it is not generally unpopular. Those who desire to obtain Government employment, or to acquire middle or high education, like Urdu. All the rest like Punjabi in their every-day dealings, but in the Persian characters.

The opinion of Maulvi Pirzada Muhammad Husain is as follows :—

(aided or indigenous), and after the primary instruction take their children away, with great hopes of their future success and aid to the prosperity of the family ; but, also, what do they find ? They find those children equally unfit to reap the harvest of either their own education or of their forefathers' professions. This has almost always happened, and has caused great grievances in the above class.

After the above statement, I am very sorry to be obliged to remark that the present system of primary instruction is by no means profitable for this country, and that it ought to be altered in the following manner.

The primary instruction must only be given in *one* language, being the language of the place commonly spoken or understood by all classes. After these children can read and write the language which they speak, they ought to be taught in books which contain a general and practical knowledge of their fathers' and forefathers' professions. Such books are numerous, and can easily be had in all the European and American civilised countries, and can be translated into the language in which those children receive their primary instruction. This will give a great help to all classes, and produee a great desire for education to this country.

The language which may be a medium of primary instruction in *this* part of the ountry is only Urdu, and no other.

I further suggest on the subject of education that every class should be taught, after receiving a primary instruction in their own language, according to the professions of their forefathers. This will restore every class to its original occupation ; and there by there is doubt the present poverty and general discontent shall disappear.[20]

The prominent members of the Anjuman-e-Punjab had expressed their opinion on the language question. Among these members were Babu Nobeen Chandr, Pandit Guru Purshad, Pandit Bhagwan Dass, Dr. Rahim Khan, Syed Mohammad Hussain, Pirzada Mohammad Hussain, Dr. Syed Amir Shah, Pandit Amar Nath, and Pandit Isheri Pershad. This part of the report is being reproduced below.

The vernacular recognised and taught in the schools of our